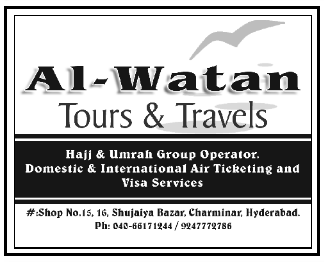

شجاعیہ ٹائمز

انگریزی ہفت روزہ

Urdu Edition/اردو ایڈیشن

7 جون 2025ء ☆ تعدادِ صفحات:4 ☆ قیمت:-/10روپے

خطبہ حجۃ الوداع۔نسل انسانی کے لئے عالمی منشور

خطبہ حجۃ الوداع دنیا بھر کے خطبوں میں الگ شان رکھتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اس ایک خطبے میں اسلام کا پورا منشور بیان کردیا ہے۔ یہ خطبہ عرفات کے میدان میں اس وقت دیا گیا جب ایک لاکھ سے زائد جانثار صحابہؓ آپ ﷺ کے روبرو موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! میں جو کچھ کہوں اسے غور سے سنو، شاید آئندہ سال اور اس کے بعد پھر کبھی یہاں تم سے ملاقات نہ ہوسکے۔ چونکہ اس حج کے بعد رسول کریم ﷺ امت سے پردہ فرما گئے۔ اس لئے اسے حجۃ الوداع اور اس میں دیئے گئے خطبہ کو خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں رسول کریم ﷺ نے انسانیت کی عظمت، احترام اور حقوق پر مبنی ابدی تعلیمات اور اصول عطا کئے۔ انسانی حقوق کے تحفظ اور عملی نفاذ کے حوالے سے خطبہ فتح مکہ اور خطبہ حجۃ الوداع کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

اِبتدائیہ(Preamble): اِذَا کَانَ یَوْمُ الْحَجِّ اَتٰی رَسُوْلُ اللہِ ﷺ عَرَفَۃَ ،فَنَزَلَ بِہَا حَتّٰی اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ ،اَمَرَ بِالْقَصْوَآءِ فَرُحِلَتْ لَہٗ ،فَاَتٰی بَطْنَ الْوَادِیْ ،فَخَطَبَ النَّاسَ خُطْبَتَہُ الَّتِیْ بَیَّنَ فِیْہَا مَا بَیَّنَ ۔”حج کے دن رسول کریم ﷺ عرفہ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ ﷺ نے (اپنی اونٹنی) قصوا لانے کا حکم فرمایا۔ اونٹنی تیار کرکے حاضر کی گئی تو آپ ﷺ (اس پر سوار ہوکر) بطن وادی میں تشریف فرما ہوئے اور اپنا وہ خطبہ ارشاد فرمایا: جس میں دینِ کے اہم امور بیان فرمائے۔“

فَحَمِدَ اللہَ ، وَ اَثْنٰی عَلَیْہِ قَائِلًا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ،صَدَقَ وَعْدَہٗ ، وَنَصَرَ عَبْدَہٗ ، وَہَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ”رسول کریم ﷺ نے خدا کی حمد وثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتدا فرمائی: خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا، اس نے اپنے بندے (رسول ﷺ) کی مدد فرمائی اور تنہا اس کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔ اَیُّہَا النَّاسُ ! اِسْمَعُوْا قَوْلِیْ ، فَاِنِّیْ لَا اَرَانِیْ وَ اِیَّاکُمْ اَنْ نَجْتَمِعَ فِیْ ھٰذَا الْمَجْلِسِ اَبَدًا بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا ”لوگو! میری بات سنو، میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہوسکیں گے (اور غالباً اس سال کے بعد میں حج نہ کرسکوں گا)۔“

(۱) مساواتِ انسانی کا تصور (Equality of humanity)

”لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:”اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جاسکو، تم میں زیادہ عزت وکرامت والا خدا کی نظروں میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔“ چنانچہ اس آیت کی روشنی میں نہ کسی عرب کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر، نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔ ہاں! بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔“

اسلام کے اسی سنہرے اصول کی وجہ سے حبشی بلالؓ کو سیدنا بلالؓ کہہ کر پکارا گیا اور عطاء بن ابی رباحؒ جیسے سادہ شکل والے کے سامنے امیر المومنین سلیمان بن عبدالملک بھی زانوئے تلمذ تہہ کرنا فخر سمجھتے تھے۔ ایک عجمی النسل محمد بن اسماعیل بخاریؒ کو امیر المومنین فی الحدیث کہا گیا اور ایک فارسی النسل امام غزالیؒ کے فلسفے کی دھوم چہار دانگ عالم میں ہے اور ایک غیر عرب نعمان بن ثابتؒ امام اعظمؒ کہلاتا ہے، جبکہ ایک عربی النسل ہاشمی خانوادے کے فرزند ابولہب، اپنے زمانے کے ابوالحکم، عمرو بن ہشام (ابوجہل) کو انہی کی کیٹگری کے لوگ بھی اچھے الفاظ میں یاد کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔”انسان سارے آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے، خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے اِنتقام میرے پاو?ں تلے روندے جاچکے ہیں۔ بس بیت اللہ کی تولّیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات علیٰ حالہٖ باقی رہیں گی۔“

قارئین کرام! دورِ حاضر میں روشن خیالی کا بڑا چرچا ہے۔ مسلمانوں کو رجعت پسند اور بنیاد پرست ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے، لیکن رسول کریم ﷺ نے روشن خیالی کا درس آج سے چودہ سو سال قبل دیا تھا، اس کے مطابق دورِ حاضر کی روشن خیالی، جہالت کا دوسرا نام ہے، مثلاً آج کی روشن خیالی کی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو اس کی عمر تقریباً سوا دو سو سال ہے۔ اس کی ابتدا انقلابِ فرانس سے ہوئی جب یورپ نے اپنی تمام فرسودہ باتوں سے جان چُھڑا لی اور اپنی روایات، اپنی تہذیب، اپنے طور طریق حتیٰ کہ اپنے مذہب تک سے پیچھا چھڑا لیا، انسانی خواہشات کو اپنا حکمران بنالیا اور پھر ان کے نزدیک مذہب ہر انسان کا ذاتی معاملہ ٹھہرا۔ قتل عام کو دہشت پسندی کے خلاف جنگ کا نام دے کر امن کے پرخچے اُڑا دئے گئے۔ گھر کی ملکہ عورت کو پاکیزگی کی دہلیز سے کھینچ کر کلبوں کے میدان میں کھڑا کردیا گیا اور اسے حقوقِ نسواں کا حسین عنوان دیا گیا، نیز اسے پیسہ کمانے کی مشین بنادیا۔ عریانی وفحاشی کا نام کلچر رکھ دیا گیا۔ سود کو منافع اور پرافٹ کا نام دے کر بینکوں کا کاروبار بڑھایا گیا، نیز سرمایہ دارانہ نظام کو ورلڈ آرڈر کا نام دے کر دنیا پر ٹھونسنے کی کوشش کی گئی۔ انسانی اخلاق کی قدر و قیمت گرادی گئی اور ہر مسئلے کا حل روپیہ کمانا ٹھہرا۔ خیانت اور دھوکے بازی کو سیاست کی پیکنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ تھا مغرب کی روشن خیالی کا تصور، جبکہ رسول کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ان تمام اقدار کو اپنے قدموں تلے روندتے ہوئے فرمایا:”میں نے جاہلیت کی تمام روایات اپنے قدموں تلے روند دی ہیں۔“ اس ایک جملے میں آپ نے شرک، زنا، جوا، سود، بے حیائی، قتل، حق تلفی، تمام جاہلی معاملات کو یکسر ختم فرمادیا۔

(۲) حقوق کی ادائیگی

”پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم اس طرح آو کے تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہو اور دوسرے لوگ سامانِ آخرت لے کر پہنچیں اور اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارا کچھ ساتھ نہ دوں گا۔“

(۳) نسلی تفاخر کا خاتمہ (Eradication of ethnicism)

مَعْشَرَ قُرَیْشٍ ! اِنَّ اللہَ قَدْ اَذْہَبَ عَنْکُمْ نَخْوَۃَ الْجَاہِلِیَّۃِ ، وَتَعَظُّمَہَا بِالْاٰبَاءِ۔ ”قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر ومباہات کی کوئی گنجائش نہیں۔“ قارئین کرام! نسلی وقومی امتیاز کے تصورات دنیا کی ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔ ہر کوئی اپنی قوم، اپنے رنگ، اپنی نسل اور اپنے نظریے کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ برتری صرف اس کے ہاں پائی جاتی ہے اور باقی سب کمتر ہیں۔ یہی تفاخر اور غرور آگے چل کر نفرتوں، چپقلشوں، مقابلوں اور جنگوں کی صورت اختیار کر جاتا ہے جن کے نتیجے میں دنیا کا امن برباد ہوتا ہے۔

قرآن وحدیث کی ان تصریحات سے یہ تو واضح ہوجاتا ہے کہ اسلام کسی ذات پات، رنگ، نسل اور قومیت کو فضیلت کی بنیاد نہیں مانتا بلکہ صرف اور صرف تقوی اور پرہیز گاری کو ہی فضیلت کا معیار قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے کوئی اپنی نیکیوں کی بنیاد پر دوسروں کو حقیر تو سمجھ نہیں سکتا اور نہ ہی اسے کمتر قرار دے سکتا ہے ورنہ اس کا اپنا تقوی خطرے میں پڑ جائے گا۔ دنیا کی دوسری اقوام اگر اپنے قومی ونسلی غرور میں مبتلا ہوتی ہیں تو یہ ان کے باطل نظریات کا قصور ہے لیکن حیرت ان مسلمانوں پر ہے جو قرآن کی ان آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر بھی اس تکبر میں مبتلا ہیں۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں قومی ونسلی تفاخر کے اثرات دوسری اقوام سے آئے۔ اس میں ان کے اپنے دین کا ہرگز ہرگز کوئی قصور نہیں ہے۔

(٤) زندگی کا حق (Right of life)

اَیُّہَا النَّاسُ ! اِنَّ دِمَائَکُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ وَ اَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ ، اِلٰی اَنْ تَلْقَوْا رَبَّکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ہٰذَا ، وَ کَحُرْمَۃِ شَہْرِکُمْ ہٰذَا ، فِیْ بَلَدِکُمْ ہٰذَا ، وَ اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ ، فَیَسْئَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ ۔ ”لوگو! تمہارے خون و مال اور عزتیں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے پر قطعاً حرام کردی گئی ہیں۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسی اس دن کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحجہ) کی خاص کر اس شہر میں ہے۔ تم سب خدا کے حضور جاو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس فرمائے گا۔“”دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا کہ آپس میں ہی کشت وخون کرنے لگو۔“

(۵) مال کے تحفظ کا حق (Right of property)

فَمَنْ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَانَۃٌ فَلْیُؤَدِّہَا اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَہٗ عَلَیْہَا۔ ”اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچادے۔“ نیز فرمایا:”اے لوگو! میری بات گوشِ ہوش سے سنو! دیکھو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور اس رشتہ کی وجہ سے کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان بھائی کی کسی شے پر اس کی اجازت کے بغیر تصرف روا نہیں ہے، ورنہ یہ ایک دوسرے پر ظلم ہو جائے گا۔“

قارئین کرام! جو لوگ امانت داری کے وصف سے آراستہ ہوتے ہیں اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی بروقت ادائیگی کرتے ہیں وہ لوگوں میں پسندیدہ اور قابلِ تعریف ہوتے ہیں۔ امانت داری ایمان والوں کی بہترین صفت ہے اور ایک مسلمان کا امانت دار ہونا بہت ضروری ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو امانت دار نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔ یعنی ایمان کامل نہیں۔ (مسند احمد،۴/۲۷۱۔ حدیث:۱۲۳۸۶) آج کل ہم سمجھتے ہیں کہ امانت داری کا تعلق صرف مال سے ہے اور اگر کسی نے ہمارے پاس کوئی مال رکھوایا تو اس کی حفاظت کرنا اور اسے وقت پر مکمل طور پر واپس کردینا ہی امانت داری ہے۔ یہ بات دُرست ہے لیکن جس طرح یہ امانت ہے اسی طرح اور بھی بہت ساری چیزیں امانت میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے وہ حقوق جو ہمارے ذمے ہوں اور ان کی حفاظت وادائیگی ہم پر لازم ہو انہیں امانت کہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح،۳/۲۳۶)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی امانت داری ہے چنانچہ نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، سچ بولنا اور دیگر نیک اعمال ادا کرنا بھی امانت ہے۔ اسی طرح انسان کے اعضاء مثلاً زبان، آنکھ، کان، ہاتھ وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اور ان اعضاء کو گناہوں اور فضولیات سے بچانا ان اعضاء کے معاملے میں امانتداری ہے۔ یوں ہی دوسرے کے راز کی حفاظت کرنا، پوچھنے پر دُرست مشورہ دینا، مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کرنا، مزدور اور ملازم کا اپنا کام مکمل طور پر پورا کرنا بھی امانت داری میں داخل ہے۔

(٦) اَفرادِ معاشرہ کا حق

اَیُّہَا النَّاسُ ! کُلُّ مُسْلِمٍ اَخُو الْمُسْلِمِ ، وَاِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ اِخْوَۃٌ O ”لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ قارئین کرام! قرآن کریم نے ایمان والوں کو بھائی سے تعبیر فرمایا:”اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ۔”مسلمان آپس میں ایک دُوسرے کے بھائی ہیں۔“ (سورۃ الحجرات) رسول کریم ﷺ نے اخوتِ اسلامیہ اور اُس کے حقوق کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اُس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے قلب مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار یہ الفاظ فرمائے: تقویٰ کی جگہ یہ ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۲،ص:۱۳۱۷، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ) کسی شخص کے بُرا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دُوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔“ گویا کہ اُخوت ومحبت کی بنیاد ایمان اور اسلام ہے، یعنی سب کا ایک ہی رب، ایک ہی رسول، ایک کتاب، ایک قبلہ اور ایک دین ہے جو کہ دینِ اسلام ہے۔ **(جاری ہے)**

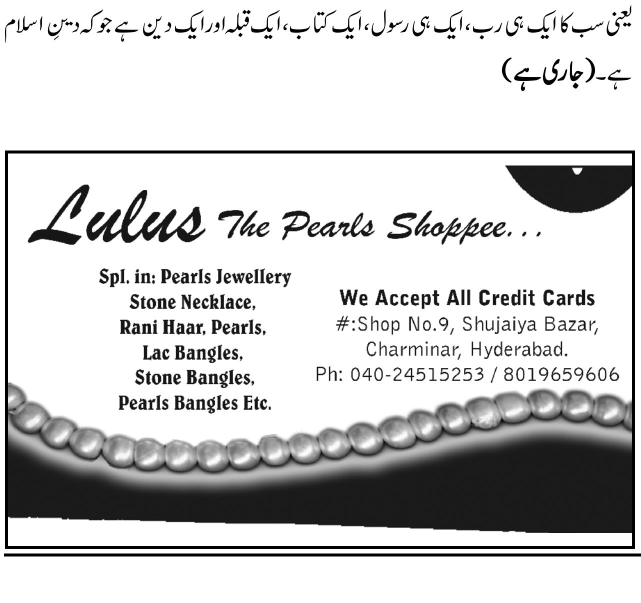

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

7جون2025 ء

قربانی کے فضائل

ماہِ ذوالحج سال بھر کے بعد جب آتا ہے تو جذبہ تسلیم ورضاء اور جذبہ ایثاروقربانی بھی اپنے ساتھ لاتا ہے۔قمری سال کے اس آخری مہینے کا مقدس چاند جوں ہی طلوع ہوتا ہے، تسلیم ورضا کی لازوال داستان کی یادبھی ساتھ لاتا ہے۔ اس ماہ کی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ کو دنیا بھر کے کروڑوں صاحب نصاب مسلمان اسوہ ابراہیمیؑ کی یادتازہ کرنے کیلئے قربانی کرتے ہیں۔ عیدقربان! مسلمانوں کی عظیم عید ہے جو ہرسال 10-11-12 ذوالحجہ کوانتہائی عقیدت ومحبت، خوشی ومسرت، ذوق وشوق، جوش وخروش اور جذبہ ایثاروقربانی کے منایاجاتا ہے۔اس دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپناتن، من، دھن قربان کرنے کے عہد کی تجدید ہوتی ہے اور یہی مسلمانوں کی عید ہوتی ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کے عظیم فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مقدس ذکر قیامت تک فضاؤں اور ہواؤں میں گونجتا رہے گا۔قرآن وحدیث کے صحیفوں میں محفوظ رہے گا اور آسمان کی رفعتوں اورزمین کی وسعتوں میں ہرسال یوں ہی تازہ اورزندہ ہوتا رہے گا۔

قربانی کا معنی ومفہوم: ۔قرآن مجید اوراحادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پرقربانی کاذکرآیا ہے۔قربانی کالفظ ’’قرب‘‘ سے لیا گیا ہے۔عربی زبان میں قربان! اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔جبکہ اصطلاحِ شریعت میں اس سے مراد ’’مخصوص جانورکو ذوالحجہ کی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ کو تقربِ الٰہی اوراجروثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے یعنی ہروہ چیز جواللہ تعالیٰ کے قرب اوررضا کا ذریعے بنے، اسے قربانی کہتے ہیں، چاہے وہ ذبیحہ کی شکل میں ہو یا صدقہ وخیرات کی صورت میں ہو۔

قربانی کی دوقسمیں ہیں۔ ایک وہ قربانی ہے جوحجاج کرام، حج کے موقع پرمکہ مکرمہ (مِنیٰ) میں کرتے ہیں اوراسے ’’ھدی‘‘ کہاجاتا ہے ...... اور دوسری قسم وہ ہے جوتمام صاحب نصاب مسلمان دنیا کے گوشے گوشے میں کرتے ہیں، اسے عام طور پر ’’اضحیہ‘‘ کہاجاتا ہے۔پہلی قسم کی قربانی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے جوحرمِ پاک سے باہرنہیں ہوسکتی، جبکہ دوسری قسم کی قربانی تمام روئے زمین پر ہرجگہ ہوسکتی ہے۔

قربانی کاوجوب: ۔قرآن مجید کی متعدد آیاتِ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے صاحبانِ ایمان کوقربانی کرنے کاحکم فرمایا ہے۔ جس میں قربانی کے وجوب، قربانی کی اہمیت اورقربانی کی عظمت وفضیلت کوواضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔چنانچہ سورۃ الکوثر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: ’’(اے حبیب ﷺ !) پس آپ اپنے رب کیلئے نماز پڑھتے رہیں اورقربانی کیجئے‘‘۔(سورۃ الکوثر)اسی طرح ایک اورمقام پراللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا کہ: ترجمہ: ’’(اے محبوب ﷺ !) آپ کہئے کہ بے شک میری نماز اور میری قربانی (اورحج ودیگر جملہ عبادات) اور میراجینا اور میرامرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جوتمام جہانوں کارب ہے‘‘۔(سورۃ الانعام) قربانی! دین اسلام کے عظیم شعائر میں سے ایک ہے اوراس کے عبادت ہونے پر پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے اور اوراس کی فرضیت (وجوب) قرآن وحدیث اوراجماعِ امت سے ثابت ہے۔

قربانی کی تاریخ بہت قدیم ہے۔قربانی تمام امتوں پراورتمام روئے زمین پر ہوتی آرہی ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاداس کی واضح نشاندھی فرمارہا ہے۔ارشادخداوندی ہے: ترجمہ: ’’اورہم نے ہرامت کیلئے ایک قربانی مقررفرمائی ہے تاکہ وہ (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام ان بےزبان جانوروں پر ذکرکریں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں‘‘۔(سورۃ الحج)اس آیت مبارک سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ قربانی ہرامت میں اور ہرجگہ قائم رہی ہے کیونکہ سابقہ اُمتیں بھی مکہ مکرمہ سمیت تمام روئے زمین پرآبادتھیں اورقربانی بھی ہرامت کیلئے مقررتھی۔اس سے معلوم ہواکہ قربانی بھی تمام روئے زمین پر ہردورمیں ہوتی آرہی ہے۔آقائے نامدار حضور سیدعالم ﷺ نے بھی مکہ مکرمہ (حج کے موقع پر)اورمدینہ منورہ میں دونوں جگہ فریضہ قربانی ادافرمایا ہے۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ’’رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تقریباً دس سال تک اقامت پذیر رہے اورآپ ﷺ (ہرسال) قربانی کرتے رہے ہیں‘‘۔(جامع ترمذی) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قربانی کے دن آنحضرت ﷺ کے قریب وہ اونٹ لائے گئے جو پانچ یا چھ کی تعداد میں تھےتو اونٹوں نے (ایک دوسرے پرسبقت کرکے) آپ ﷺ کے نزدیک آناشروع کیاتاکہ آپ ﷺ جسے چاہیں پہلے اسی کوذبح کریں۔راوی کہتے ہیں کہ جب یہ جانور پہلو پر گرگئے (یعنی وہ ذبح کردیے گئے) تو آنحضرت ﷺ نے آہستہ سے کچھ فرمایا جسے میں نہ سمجھ سکا۔چنانچہ میں نے (اس شخص سے جومیرے پاس تھا) پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ ’’جو شخص چاہے (ہدی کے) ان جانوروں میں سے (گوشت) کاٹ کرلے جائے‘‘۔

قربانی کی فضیلت واہمیت: ۔قربانی کاوجوب احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔قربانی کی فضیلت واہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: ترجمہ: ’’جس شخص کے پاس مالی استطاعت (یعنی صاحبِ نصاب) ہواورقربانی نہ کرے تووہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے‘‘۔(ابن ماجہ)

ابن آدم کاپسندیدہ ترین عمل: ۔ جہاں تک قربانی کی مقبولیت اوراجروثواب کاتعلق ہےتو خلوصِ نیت کے ساتھ فربہ (صحت مند) اوربیش قیمت جانورکی قربانی اس کااہم ذریعہ ہے۔چنانچہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: ترجمہ: ’’قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولادِ آدم کاکوئی بھی عمل خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔بلاشبہ قیامت کے دن قربانی کا جانور (زندہ ہوکر) اپنے سینگوں، بالوں اورکھروں سمیت آئے گا اور بے شک اس کاخون زمین پرگرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام مقبولیت حاصل کرلیتا ہے، پس تم اپنی قربانیاں خوش دلی سے کیاکرو‘‘۔(جامع ترمذی)

ہربال کے بدلے ایک نیکی: ۔ترجمہ: حضرت زیدبن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول پاک ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔صحابہ کرام نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ ﷺ ! اس میں ہمارے لئے کیااجرو ثواب ہے‘‘؟۔حضوراکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’قربانی کے جانورکے ہربال اوراون کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے‘‘۔(سنن ابن ماجہ)اس حدیث پاک کی روشنی میں قربانی کی عظمت وفضیلت اوراجروثواب کااندازہ کیجئے کہ جانوروں کے جسم پربیحدوبےحساب بلکہ ان گنت بال ہوتے ہیں اوراس حدیث پاک کے مطابق جانورکے ایک ایک بال کے بدلے میں ایک ایک عظیم نیکی ملتی ہے، لہٰذاقربانی کرنے والے خوش نصیب انسان کے نامہ اعمال میں بےحدوبےحساب اجروثواب اورلاتعدادنیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

O حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے فاطمہ! کھڑی ہواپنی قربانی پراور (قربانی کے وقت جانورکے پاس) حاضررہو، کیونکہ قربانی (کے جانور) کےخون کے ہرقطرہ کے بدلے میں تمھارے سارے پچھلے گناہوں کوبخش دیاجائے گا۔حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہانے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ! کیا یہ اجروثواب ہم اہل بیت (خاندانِ نبوت) کے لیے مخصوص ہے یا ہمارے اورتمام مسلمانوں کے لیے یہ اجرہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’ہمارے اورتمام مسلمانوں کے لئے یہی اجروثواب ہے‘‘۔(مجمع الزوائد)O

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورنبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ’’اے لوگو! قربانی کیاکرواورقربانی (کے جانور) کےخون میں ثواب کی نیت کرو، کیونکہ قربانی (کے جانور) کاخون ہرچندکہ زمین پرگرتا ہےلیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے‘‘۔(مجمع الزوائد)

O حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضورنبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ’’جس شخص نے اجروثواب کی نیت سے اورخوش دلی کے ساتھ قربانی کی، وہ قربانی اس کے لئے آگ سے حجاب (رکاوٹ) ہوجائے گی‘‘۔(مجمع الزوائد) حدیثِ نبوی کے مطابق قربانی کے جانورکے خون کے ہرقطرے کے ساتھ اس کے گناہوں کی مغفرت ہوجاتی ہے اورقیامت کے دن وہ قربانی اس کیلئے آگِ جہنم سے حجاب ہوجائے گی۔چنانچہ حدیث پاک میں حضورنبی کریم ﷺ نے فرمایاکہ: ترجمہ: ’’بے شک قربانی (کے جانور) کےخون کے پہلے قطرے کے ساتھ تمھارے ہرپچھلے گناہ کی مغفرت کردی جاتی ہے اورسنو قربانی کاجانورقیامت کے دن اپنے گوشت اورخون کے ساتھ لایاجائے گااورسترد رجے بڑھاکرتمھارے میزانِ عمل میں (شامل کرکے) وزن کیاجائے گا‘‘۔(کنزالعمال)

فلسفہ وروحِ قربانی: ۔ قربانی کے ایام (۱۰۔۱۱۔۱۲ذوالحجہ) میں اللہ تعالیٰ کے قرب اوراجروثواب کی نیت سے مخصوص جانورکو ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔سنت ابراہیمی کوتازہ کرنے کے لئے کروڑوں فرزندانِ اسلام ہرسال قربانی کرتے ہیں اورکروڑوں جانوراللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہوتے ہیں۔جانورکی قربانی دراصل ہم سب کوراہ حق میں اپنی جان بھی قربان کرنے کا درس دیتی ہے اوریہی قربانی کی اصل روح اورفلسفہ ہے۔قربانی! قربِ خداوندی کااہم ترین ذریعہ ہے اوراللہ تعالیٰ کاقرب حاصل کرنے کیلئے نہایت ضروری ہے کہ تمام نیک اعمال چاہے وہ فرضی ہوں یانفلی ریاء کاری اوردکھاوے سے بالکل پاک ہوں اوراس سے اپنی عزت وشہرت مقصود نہ ہوبلکہ صرف اورصرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصودومطلوب ہو۔نیت خالص ہوتوکم قیمت والے جانورکی قربانی بھی شرف قبولیت حاصل کرلیتی ہے اورنیت خالص نہ ہوتوبیش قیمت جانورکی قربانی بھی رائیگاں اورضائع چلی جاتی ہے۔ قربانی بہ ظاہرایک جانورکواللہ تعالیٰ کے نام پرذبح کرنے کانام ہے، لیکن درحقیقت قربانی کامقصدمحض جانوروں کوذبح کردیناہی نہیں بلکہ قربانی کی روح اورفلسفہ یہ ہے کہ بندہ مومن ایک خاص جذبہ اخلاص وایثار، ایمان داری ونیکوکاری، وفاداری اورجذبہ تقویٰ وپرہیزگاری ہی کے تحت قربانی کاعظیم فریضہ سرانجام دے۔(بقیہ صفحہ۳پر)

حلقۂ ذکرالٰہی، تعلیماتِ اسلامی ودینی تربیتی مجالس

بروزجمعرات
☆بعدعصرتامغرب: حلقۂ ذکرجہری ووعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنامیرشجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازارحیدرآباد)۔

بروز جمعہ
☆2-00 تا3-00 بجے: خطاب، علامہ مولانا سیدشاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نمازجمعہ بوقت 3-15 بجے
☆بعدنمازجمعہ: مجلس درود وذکر، نذرانۂ سلام بحضورخیرالانام ﷺ۔

بروزہفتہ
☆دینی تربیتی کیمپ
بعدمغرب تااتوارکی عشاء
ذکرواذکار، وظائف و درود، فقہی وبنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کےعلاوہ تہجدواشراق کی عملی تربیت
(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروزاتوار
☆دوپہر2 تا3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؒ فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروزپیر
☆بعدنمازمغرب تاعشاء حلقہ ذکرودرس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سیدعبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروزمنگل
☆مغرب تاعشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)
☆بعدگیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعدنمازمغرب ذکرجہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیرنگرانی وزیرسرپرستی
حضرت العلامہ مولانا
سید شاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ
سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینارحیدرآباد۔

زیرانتظام:
انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش
040-66171244

تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆کشف الخلاصہ ☆مناجات ختم قرآن مجید☆ دینی تعلیمی نصاب
☆خطبات شجاعیہؒ ☆سیرت شجاعیہؒ ☆مناقب شجاعیہؒ
☆دل کی بیماریاں اوران کاعلاج ☆ رسالہ فضائل رمضان☆اورادووظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

معلوماتی
شجاعیہ ٹائمز
7جون2025ء

سورة الاعراف

.1 اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ o2 .پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ o3 .(یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواست گار ہو تو اسے پناہ دے دیں تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ o7 .(بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے o .9 انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے " اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیا داروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

قربانی کے فضائل

(بقیہ صفحہ ۲ کا)

چنانچہ قرآن پاک کتنے واضح اور دلنشین انداز میں قربانی کا مقصد ومفہوم اور فلسفہ وروح بیان فرما رہا ہے۔ ارشادِ خداوند قدوس ہے: ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تک تمہاری ان (قربانیوں کے جانوروں) کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کے حضور تو صرف تمہارا تقویٰ ہی شرف یاب (قبول) ہوتا ہے''۔ (سورۃ الحج)

جذبہ اخلاص وتقویٰ...... درس قربانی:۔ اس آیت مبارک میں صاحبان ایمان کو یہ عظیم سبق دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانی کے جانوروں کے گوشت اور خون کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس کی بارگاہ میں تمہارا اخلاص اور تقویٰ ہی شرفِ قبولیت پائے گا اور تمھارے دل میں جتنا خلوص اور تقویٰ زیادہ ہوگا، اتنا ہی قربانی کی مقبولیت اور اس کا اجر وثواب بھی زیادہ ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ ہر عمل خیر کی طرح قربانی میں بھی اخلاص نیت کا جذبہ بہت ضروری ہے، کیونکہ درحقیقت وہی قربانی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور ماجور ہوگی، جس میں یہ جذبہ اخلاص کارفرما ہو کہ وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصولِ اجر وثواب کے لئے کی گئی ہے۔ اسلام ہمیں سال میں ایک مرتبہ اپنے مال اور جانوروں کی قربانی کا حکم دیتا ہے تاکہ ہم اپنے اندر عزم وہمت اور جرأت واستقامت اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال ودولت خرچ کرنے اور ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا کریں۔

اس کے علاوہ اسلام کا ہر فرد چونکہ فطرتاً سپاہی اور مجاہد ہوتا ہے تو اسلام ہمیں قربانی کے ذریعے یہ درس دیتا ہے کہ جس طرح آج تم اللہ کیلئے اپنا مال پیش کر رہے ہو، کل اسی طرح تم نے دین حق کی تبلیغ واشاعت اور سربلندی کیلئے اپنا خون بھی پیش کرنا ہے اور اگر آج تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے محبوب کا خون بہانے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو کل تم اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہو اور تم دارین کی سعادتیں پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

قربانی کے فضائل وفوائد:۔ قربانی کر کے انسان نہ صرف اطاعت خداوندی بجا لاتا ہے بلکہ اللہ کے محبوب انبیاء کرام کی سنت پر بھی عمل پیرا ہوتا ہے اور قربانی کرنے کے بعد جب اس کا ایک تہائی گوشت غریبوں، ناداروں، یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کیا جاتا ہے تو اس میں صدقہ وخیرات کا پہلو بھی کارفرما ہوتا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ کی مزید رضا وخوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ایک تہائی گوشت اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور احباب میں تقسیم کیا جاتا ہے، اس طرح رشتہ داروں کے حقوق کی پاسداری ہوتی ہے، یوں بیک وقت حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تکمیل ہوتی ہے۔ گویا کہ عید قربان کا اصل مقصد حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی اور جذبہ ایثار وقربانی پیدا کرنا ہے۔

☆ قربانی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔
☆ قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک عظیم نیکی ملتی ہے۔
☆ قربانی کے جانور کے خون کے ہر قطرے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے کا ایک گناہ بخش دیتا ہے۔
☆ قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کو مسلمان کا کوئی عمل قربانی کرنے سے زیادہ پسند نہیں ہے۔
☆ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور اس کو ستر درجے بڑھا کر میزان عمل میں وزن کیا جائے گا۔
☆ قربانی کے جانور کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ قربانی کرنے والے کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
☆ قربانی کرنے سے فقراء اور مساکین کو مفت گوشت مل جاتا ہے، جس سے ان کو بھی عید کی خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔
☆ قربانی کے جانوروں اور کھالوں سے ملک وقوم کو قیمتی زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے، جس سے کاروبار، معیشت اور نقل وحمل میں تیزی آ جاتی ہے۔

خلاصہ کلام:۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ ہر سال ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ قربانی محض جانور کو ذبح کرنے، اس کا گوشت تقسیم کرنے اور کھانے کھلانے سے عید اور قربانی کا مقصد پورا نہیں ہو جاتا بلکہ یہ مقصد دلوں میں ایک دوسرے کیلئے خلوص ومحبت، ہمدردی اور جذبہ ایثار وقربانی پیدا کرنے سے مکمل ہوتا ہے۔

قربانی کے ذریعے سنتِ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ اور اسوہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو تازہ کیا جاتا ہے۔ قمری سال کا آغاز محرم سے اور اختتام ماہِ ذوالحجہ پر ہوتا ہے۔ دس محرم کو امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور دس ذوالحجہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ہے۔ معلوم ہوا کہ اسلام ابتداء سے لے کر انتہاء تک قربانیوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا تن من دھن قربان کرنے کا نام ہے۔

غریب وسادہ، رنگین ہے داستان حرم
انتہاء اس کی حسینؓ، ابتداء ہے اسماعیلؑ

تمام برادران اسلام کو
عیدالاضحیٰ کی بہت بہت مبارک باد

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

7 جون 2025 ء

قربانی کے احکام ومسائل

مخصوص جانوروں کو مخصوص دنوں میں (یعنی دسویں ذی الحجہ سے بارھویں ذی الحجہ تک) تقرب الیٰ اللہ اور ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا!!! **فصل لربک والنحر** (الکوثر). ترجمہ:''تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو''۔ قربانی ایک اہم مالی عبادت بھی ہے اور شعار اسلام سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال تک مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظّمہ ہی کے لیے مخصوص نہیں بلکہ اس شخص پر ہے جو صاحِ نصاب ہو چاہے کہیں بھی رہتا ہو اس پر قربانی واجب ہے۔ منکرین حدیث کا نام نہاد مسلمان ٹولہ جو اس مالی عبادت پر اعتراض کرتا ہے کہ اس پر بے انتہا پیسہ خرچ ہوتا ہے لہذا اس کے بجائے فلاحی امور مثلاً محتاج خانے شفا خانے وغیرہ بنا دینا چاہئے۔ یہ اعتراض بالکل لغو ہے۔ پھر حج جیسی اہم مالی عبادت بھی جو شعائر اسلام سے ہے اس کو بھی یہ کہہ کر ختم کیا جاسکتا ہے کہ لاکھوں روپئے ہر سال حج پر خرچ ہوتے ہیں لہذا بجائے حج کے فلاحی امور اور رفاہ عامہ پر خرچ کر دیا جائے تو بہتر ہوگا (معاذ اللہ) اس طرح کی بات گمراہی ہوگی۔ حج کے موقع پر مکہ معظّمہ ہی میں قربانی ہو سکتی ہے یہ بات بھی غلط ہے البتہ صرف حج کی قربانی بے شک مکہ معظہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ لیکن عیدالاضحیٰ کی قربانی ہر مالک نصاب پر واجب ہے خواہ وہ کہیں بھی رہے۔۔۔۔۔!

قربانی احادیث کی روشنی میں :

۱۔۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک قبول ہو جاتا ہے لہذا اسے خوش دلی سے کرو۔ (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ) ۲۔۔صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے برابر نیکی ہے عرض کیا گیا اون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا! اون کے ہر بال کے بدلے میں بھی نیکی ہے۔ (ابن ماجہ)

۳۔۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مدینہ شریف میں دس سال رہے اور اس عرصے میں آپ نے ہر سال قربانی فرمائی۔ (مشکوٰۃ' ترمذی) ۴۔۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے خوش دلی سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ آتش جہنم سے حجاب (روک) ہو جائے گی۔ ۵۔۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! کہ جس میں وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب ہرگز نہ آئے۔ (ابن ماجہ) ۶۔۔حضور ﷺ نے فرمایا! کہ جو پیسہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی پیسہ پیارا نہیں۔ (طبرانی) ۷۔۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذی الحجہ (یعنی عید سے قبل کے ایام) سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ) ۸۔۔جب تم بقرعید کا چاند دیکھو اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ بال منڈانے' ترشوانے اور ناخن کٹوانے سے رکا رہے (مسلم) ۹۔۔حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عیدالفطر کے دن جب تک رسول ﷺ کچھ نہ کھا لیتے نماز عید کو نہ جاتے اور عید قرباں کے روز اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک نماز عید نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی' ابن ماجہ) ۱۰۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ سینگ والا مینڈھا لایا جائے جو سیاہی میں چلتا ہو۔ سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں نظر رکھتا ہو۔ (یعنی اس کے پاؤں' پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں، چنانچہ مینڈھا قربانی کے لیے حاضر کیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا عائشہؓ چھری لاؤ پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرلو حضور ﷺ نے چھری لی اور مینڈھے کو لٹایا اور ذبح فرمایا۔ پھر فرمایا (الٰہی تو اس کو محمد ﷺ) کی طرف سے اور ان کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما۔ **قابل غورنکتہ** ! ہمارے آقا و مولیٰ حضور پرنور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم عمیم کو دیکھئے کہ خود اس امت مرحومہ کی طرف سے قربانی کی اور اس موقع پر امت کا خیال فرمایا لہذا جس مسلمان صاحب استطاعت سے ہو سکے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے خود بھی خدا کے حضور قربانی پیش کرے تو اس امتی کے لیے کس قدر سعادتوں والی بات ہوگی۔

قربانی کے احکام: قربانی واجب ہونے کے چند شرائط مندرجہ ذیل درج کیے جاتے ہیں۔ ۱۔۔ **اسلام** ! یعنی مسلمان پر قربانی واجب ہے غیر مسلم پر نہیں۔ ۲۔۔**اقامت** ! یعنی مقیم ہونا، مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ البتہ مسافر اگر بطور نفل قربانی کرے تو ثواب پائے گا۔ ۳۔۔ **مالدار ھونا** ! یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالدار سے مراد وہی ہے جس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ وہ شخص ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو۔ یا حاجت اصلیہ کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کے برابر ہو تو وہ مالدار ہے اور اس پر قربانی واجب ہے۔ ۴۔۔ **بلوغ** ! نابالغ پر قربانی واجب نہیں اگر کرے تو بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص بالغ لڑکوں یا بیوی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان سے اجازت لینا شرط ہے۔ اس کے بغیر واجب ادا نہ ہوگا۔ مرد ہونا شرط نہیں۔ مالدار عورتوں پر بھی قربانی واجب ہوتی ہے جس طرح مرد پر واجب ہے۔ ۵۔۔ **وقت** ! وقت کا پایا جانا یعنی دس ذی الحجہ کو صبح صادق سے بارھویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں۔ ان دونوں کو قربانی کے دن یا ایام النحر کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱: شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز عید کے بعد ہو لہذا نماز عید سے قبل قربانی نہیں ہو سکتی۔ گاؤں میں یہ شرط نہیں۔ لہذا گاؤں میں صبح صادق کے بعد سے قربانی ہو سکتی ہے کیونکہ گاؤں میں نماز عید نہیں۔ (نماز واجب ہے لیکن دیہات سے نکل کر قریبی عیدگاہ یا شہر میں)۔ **مسئلہ نمبر ۲**: وقت سے پہلے قربانی نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی نے وقت سے پہلے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوئی۔ لہذا دوبارا قربانی کرے اور وقت گزرنے کے بعد بھی قربانی نہیں ہو سکتی۔ لہذا قربانی کا جانور یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔ مسئلہ نمبر ۳: قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ مثلاً بجائے قربانی کے لاکھوں روپئے صدقہ کر دے ناکافی ہے۔ **مسئلہ نمبر ٤**: شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لیے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصے میں شرائط کا پایا جانا وجوب کے لیے کافی ہے۔ مثلاً ایک شخص ابتدائے وقت فقیر تھا اور قربانی کے دنوں مالدار ہو گیا، مسافر تھا مقیم ہو گیا، غیر مسلم تھا مسلم ہو گیا، نابالغ تھا بالغ ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہے۔

قربانی کے جانور اور ان کی عمریں:

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔ اونٹ' گائے' بکری ہر قسم میں اس کی جتنی نوعیں ہیں سب شامل ہیں نر' مادہ' خصی سب کا ایک حکم ہے۔ یعنی سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بھینس اور بیل گائے میں شمار ہیں۔ بھیڑ اور دنبہ بکری میں شامل ہیں۔

جانوروں کی عمریں:

اونٹ۔۔۔۔ پانچ سال

گائے۔۔۔۔ دوسال

بکرا ربکری۔۔۔۔ ایک سال

عمر کے اس تعین سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں۔ زیادہ ہو تو جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ البتہ دنبہ بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا فربہ ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں:

☆۔۔۔اندھا

☆۔۔۔کانا' یعنی جس کا کانا پن ظاہر ہو

☆۔۔۔تہائی سے زیادہ نظر جاتی رہی ہو

☆۔۔۔لاغر' یعنی کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو

☆۔۔۔لنگڑا' جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے چل کر نہ جاسکے

☆۔۔۔بیمار کے اس کی بیماری ظاہر ہو

☆۔۔۔کان' دم' چکی' تہائی سے زیادہ کٹے ہوں

☆۔۔۔پیدائشی کان نہ ہو

☆۔۔۔صرف ایک کان ہو

☆۔۔۔دانت نہ ہوں

☆۔۔۔تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں

☆۔۔۔ناک کٹی ہو

☆۔۔۔علاج کے ذریعہ دودھ خشک کر دیا گیا ہو

☆۔۔۔خنثیٰ جانور جس میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں ہوں

☆۔۔۔وہ جانور جو غلیظ کھانے کا عادی ہو چکا ہو

☆۔۔۔جس میں جنون ہو اور وہ چرتا بھی نہ ہو

☆۔۔۔سینگ مینگ (جڑ) تک ٹوٹ گیا ہو۔

ان جانوروں کی قربانی جائز ھے:

☆۔۔۔بھینگا ہو

☆۔۔۔جس کی نظر تہائی یا تہائی سے کم جاتی رہی ہو

☆۔۔۔جس میں معمولی جنون ہو یعنی وہ چر بھی لیتا ہو۔

☆۔۔۔جسے خارش ہو مگر فربہ ہو

☆۔۔۔چکی' دم' کان تہائی یا اس سے کم کٹے ہوں کان چھوٹے ہوں

☆۔۔۔خصی ہو

☆۔۔۔بھیڑ یا دنبے کی اون کاٹ لی گئی ہو

☆۔۔۔داغا ہوا ہو

☆۔۔۔جس کا دودھ نہ اترتا ہو

☆۔۔۔گائے یا اونٹنی کا صرف ایک تھن بذریعہ علاج خشک کیا گیا ہو

☆۔۔۔لنگڑا جانور جو چلنے میں لنگڑے پاؤں سے مدد لیتا ہو

☆۔۔۔جسکی چکی چھوٹی ہو

☆۔۔۔جس کا سینگ مینگ سے کم ٹوٹا ہو تو ان سب صورتوں میں ایسے جانوروں کی قربانی جائز ہے۔

قربانی کے جانور میں شرکت: گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں لیکن شرکاء میں اگر کسی شریک کا حصہ ساتویں سے کم ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ ہاں ساتویں حصے سے زیادہ کی ہو سکتی ہے۔ مثلاً گائے یا اونٹ کی چھ یا پانچ یا چار افراد کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ سب حصے برابر ہوں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہ ہو۔ گائے یا اونٹ کے شرکاء میں سے کوئی بھی ایک کافر' بے دین یا بدمذہب ہو یا ان میں سے کسی کا مقصود قربانی نہیں بلکہ گوشت حاصل کرنا ہو تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔ قربانی کے سب شرکاء کی نیت تقرب ہو یعنی کسی کا ارادہ گوشت حاصل کرنا نہ ہو یہ ضروری نہیں کہ وہ تقرب ایک ہی قسم کا ہو مثلاً سب قربانی کرنا چاہتے ہوں بلکہ قربانی کے ساتھ عقیقہ کی بھی شرکت ہو سکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔ شرکت میں قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کرکے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کہ کسی کو زائد ملے یا کم یہ ناجائز ہے۔ یہ خیال کرنا کہ کم و بیش ہوگا تو ایک دوسرے کو معاف کر دیں گے، یہ صحیح نہیں ہے۔ البتہ تمام حصہ دار کسی ایک شریک کو مالک بنا دیں کہ وہ جسے چاہے گوشت دے اور جسے چاہے نہ دے اور اس کے نا دینے سے کوئی شریک ناراض بھی نہ ہو تو جواز کی صورت ہو سکتی ہے اور اسے تقسیم کرنے کے لیے وزن کرنا ضروری نہیں ہوگا (وقارالفتاویٰ)

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com